گوشۂ ادب رثائی

مرثیہ درحال جناب قاسمؑ (بند-۱۶)

مولوی سید حیدر حسین یوسفؔ جائسی مرحوم

(۱)

نرغہ جو ظالموں کا ہوا فوجِ شاہ پر
برسے جفا کے تیر حسینؑ سپاہ پر
حملہ کیا لعینوں نے اس بے گناہ پر
کیا بیکسی تھی سبطِ رسالت پناہ پر
ستّر دو تن میں تین جوان پاس رہ گئے
قاسمؑ رہے اور اکبر و عباسؑ رہ گئے

(۲)

قاسمؑ نے آ کے عرض کی اے سرورؑ زماں
حضرت کے سب رفیق ہوئے داخلِ جناں
یاں تک کہ سب عزیزوں نے اپنی فدا کی جاں
ارشاد کر گئے ہیں مجھے میرے بابا جاں
تیر و تبر کو کھا کے تو بے جان ہوئیو
رن میں چچا نہ جائیں کہ قربان ہوئیو

(۳)

مرتے ہوئے نوشتہ حسنؑ لکھ کے دے گئے
پڑھ کر حضور اس پہ عمل آپ کیجئے
شہؑ نے کہا کہ بس نہ مجھے رنج دیجئے
اب چلتے ہیں گے خیمے میں کچھ صبر کیجئے
چل کر میں تم کو خیمے میں دولہا بناؤں گا
ارشاد بھائی جاں کا بجا آج لاؤں گا

(۴)

پہلے تمہارا بیاہ تو میں کر لوں میری جاں
بعد اس کے رن کی سمت کو تم ہوجیو رواں
سامان بیاہ کا ہے میسّر یہاں کہاں
لانا بجا ہے ان کی وصیّت کو بے گماں
تم دولہا پہلے بن لو تو پھر مرنے جائیو
سر پر تو سہرا باندھ لو پھر سر کٹائیو

(۵)

پھر ہاتھ ان کا پکڑے ہوئے شاہؑ دیں پناہ
قاسمؑ کو لائے خیمے میں با حالتِ تباہ
بانوؑ سے آ کے کہنے لگے یوں بہ اشک و آہ
کبریٰؑ کے ساتھ قاسمؑ نو شاہ کا ہے بیاہ
اس کے تئیں لباسِ عروسی پنہاؤ تم
قاسمؑ کی ماں سے کہہ دو کہ دولہا بناؤ تم

(۶)

نوشہ کی ماں نے آن کے حضرت سے یہ کہا
پانی تلک نہیں ہے میسّر کروں میں کیا
دولہا کے غسل کو تو بھلا چاہئے روا
شہؑ نے کہا کہ بھابھی بھلا بس ہے کیا مرا
مرضی سے حق کی میں انہیں دولہا بناؤں گا
اور داغ ان کا اپنے جگر پر اٹھاؤں گا

(۷)

دولہا دولہن جو ہوچکے تیار ایک بار
تب عقد پڑھ کے ان کا شہنشاہِ نامدار
خیمے سے نکلا فاطمہؑ زہرا کا گلعذار
پھر یاد کر حسنؑ کو بہت روئے زار زار
کہتے تھے آج بھائی حسنؑ سے جدائی ہے
بیوہ کی رن میں لٹنے کو جاتی کمائی ہے

(۸)

اتنے میں آئی لشکرِ اعدا سے یہ ندا
اب لڑنے کس کو بھیجتے ہو شاہؑ کربلا
سن کر صدا یہ کہنے لگا ابن مجتبیٰؑ
لو الوداع ہم تو چلے سوئے کبریا
لیکن ہمارے غم میں بہت صبر کیجیو
جس درجہ اختیار ہو تم جبر کیجیو

(۹)

پہنچی خبر جو قتل کی خیمے کے درمیاں
سر پیٹ پیٹ رونے لگیں ساری بی بیاں
رن کی طرف روانہ ہوئے سرورؑ زماں
پہنچے جو لاش پر تو یہ دیکھا کہ نیم جاں
دم توڑتا ہے ہچکیاں لیتا غیور ہے
ٹاپوں سے راہواروں کے تن چور چور ہے

(۱۰)

شہؑ نے کہا کہ جیتے ہویا مر گئے پسر
عمو کی سمت کو تو ذرا تم کرو نظر
وہ بولا ہے مرا سوئے خلد بریں سفر
ہے سانس اُکھڑی کانپتا ہے صدمے سے جگر
ہچکی ہے آتی جان مری لب پہ آئی ہے
لختِ دلِ علیؑ دمِ مشکل کشائی ہے

(۱۱)

یہ کہتے کہتے قاسمؑ نوشاہ مر گئے
چلائے شاہِؑ دیں مرے دلبر کدھر گئے
اچھا سلوک مجھ سے ضعیفی میں کر گئے
تم داغ اپنا میرے کلیجے پہ دھر گئے
میں جانتا تھا تم مرا لاشہ اٹھاؤ گے
اس کی خبر نہ تھی کہ مجھے چھوڑ جاؤ گے

(۱۲)

لاشہ اٹھا کے خیمے میں لائے شہؑ امم
یاں منتظر تھے ڈیوڑھی پہ غربت زدہ حرم
حضرت کو آتے دیکھا تو کہنے لگے بہم
اے لوگو سر کو پیٹو بڑا ہوگیا ستم
اہل ستم تو فتح کے باجے بجاتے تھے
دولہا کی لاش حضرت شبیرؑ لاتے تھے

(۱۳)

خیمے میں لاش لائے جو سلطانِ دو جہاں
سب اہلبیتؑ کرنے لگے نالہ و فغاں
قاسمؑ کی ماں یہ کہتی تھی اے میرے نوجواں
لاشے پہ تیرے رونے کو جیتی رہی یہ ماں
تم نے نہ مجھ کو دفن کیا اور مر گئے
رونے کے واسطے مجھے تم چھوڑ کر گئے

(۱۴)

جس روز سے حسنؑ نے زمانے سے کی قضا
واری تمہاری ذات کا تھا مجھ کو آسرا
بتلاؤ تم جہان میں ہے کون اب مرا
کبریٰؑ سے کیا کہوں میں بتاؤ تو اک ذرا
دولہا کہے کہ کشتۂ تیغ جفا کہے
اے میرے نامراد! دُلہن تم کو کیا کہے

(۱۵)

بتلاؤ اس کے سامنے کس طرح جاؤں میں
رنڈ سالہ اپنے ہاتھ سے کیوں کر پنہاؤں میں
لاشے پہ تیرے لا کے نتھ اس کی بڑھاؤں میں
اور بین کرنا کس طرح اس کو بتاؤں میں
ہر طرح نامراد کو ناشاد کر گئے
مادر کو بھی دولہن کو بھی برباد کر گئے

(۱۶)

یوسفؔ خموش اب نہیں لکھنے کی دل کو تاب
کر عرض یہ حسینؑ سے اے ابن بو ترابؑ
مشکل کشا کے بیٹے ہو تم اے فلک جناب
اب مشکلیں غلام کی آساں کرو شتاب
وارث ہو دو جہان کے یا سرورؑ امم
غیر از غم حسینؑ نہ ہو اور مجھ کو غم

نوٹ: مرثیہ بہت شکستہ حالت میں کرم خوردہ ملا ہے اور بند ۷ کے بعد کے بہت سے بند غائب ہیں مرثیہ ۶۳ بند کا ہے اس لئے کہ مقطع کے بند پر ۶۳ لکھا ہوا ہے۔(اسیفؔ جائسی)

مدحِ علیِ رضاؑ

بنت زہرا نقوی ندیؔ الہندی

ہر طرف ہے روشنی کی بات اب
بن گئی ہے زندگی کی بات اب

آٹھواں ہادیؑ جہاں میں آ گیا
بڑھ گئی عشق علیؑ کی بات اب

ہر جگہ شیریں بیانی کا ہے شور
کیسے سن لے کوئی پھیکی بات اب

کب خبر دی تھی نبیؐ نے آج کی
ہو گئی پوری کبھی کی بات اب

جس گلی سے زندگی تقسیم ہو
کیجئے ایسی گلی کی بات اب

مر رہی ہوں اب تو اہلبیتؑ پر
موت میں ہے زندگی کی بات اب

صرفِ مدحت پھر ندیؔ الہندی ہوئی
کر رہی ہے اپنے جی کی بات اب

۞

کون آیا یہ کیوں خوشی ہے بہت
کیوں مدینے میں روشنی ہے بہت

دیکھ کر خانۂ علیؑ میں خوشی
کعبۃ اللہ کو خوشی ہے بہت

چاند کاظمؑ کے گھر میں اترا ہے
اس لئے آج چاندنی ہے بہت

بے عمل کو گھڑی کی قدر نہیں
باعمل کو گھڑی گھڑی ہے بہت

اس جہاں میں خدارسی کے لئے
سچ یہی ہے کہ خودرسی ہے بہت

وادئ مدح میں پڑے ہیں حضور
لگ رہا ہے کہ آج پی ہے بہت

ان کا احسان کل بھی تھا بے حد
ان کا احسان آج بھی ہے بہت

ہم کو جنت کی فکر کچھ بھی نہیں
ہم کو مولا تری گلی ہے بہت

بلبلِ گلشنِ مناقب ہوں
مجھ کو بس گلشنِ علیؑ ہے بہت

وقت کی قدر جان لو جو ندیؔ
چار دن کی یہ زندگی ہے بہت

۞